نعرہ بازی

اُمِّ عبدِ مُنیب

مشربہ علم و حکمت
ندیم ٹاؤن ڈاکخانہ اعوان ٹاؤن لاہور
0321-4609092

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب و سنت ڈاٹ کام** پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلس التحقیق الاسلامی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (**Upload**) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (**Download**) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نعرہ بازی

اُمِّ عبدِ مُنیب

مشربہ علم وحکمت
ندیم ٹاؤن ڈاکخانہ اعوان ٹاؤن لاہور
0321-4609092

محفوظة
جميع الحقوق

نام کتاب ———— **نعرہ بازی**
اہتمام ———— محمد عبد منیب
ناشر ———— مشربہ علم و حکمت
قیمت ———— 15:00

ناشر: ☜ **مشربہ علم و حکمت** (دار الشکر)
ندیم ٹاؤن ملتان روڈ لاہور۔ پاکستان 0321-4609092 0300-4270553

ڈسٹری بیوٹر: ☜ **دار الکتب السلفیہ**
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ فون: 042-37361505

☆ البلاغ Shop #: 4-LG لینڈ مارک پلازہ، جیل روڈ۔ لاہور
فون: 0300-8880450042-5717843

☆ **اسلام آباد** مکان نمبر 264 گلی نمبر 90 سیکٹر i-8/4 اسلام آباد۔
فون: 0300-5148847

فہرست

نعروں کے مضمرات 4
خودستائی 5
شرکیہ نعرے 5
بلند مرتبہ شخصیات کے حق میں نعرے 8
بے جا تعریف کی ممانعت 9
جھوٹی گواہی 11
ریا 11
مخالفین کی مذمت میں نعرے 12
کافروں کے خلاف نعرے 13
مقاصد کی تشہیر پر مشتمل نعرے 15
بلند آوازی اور شور 16
رسول اللہ ﷺ کا اندازِ ذکر الٰہی 17
حکومت پر اپنے موقف کی وضاحت کا طریقہ 21
اعلان اور نعرے میں فرق 23

نعرہ بازی

دورِ حاضر میں نعرہ بازی کسی انجمن، جماعت یا ادارے کے نظریات و مقاصد کی تشہیر کا سب سے آسان، پُرکشش اور عمومی ذریعہ بن چکا ہے۔

یہ ایک ایسا ذریعہ تشہیر ہے، جس پر زیادہ لاگت یا خاص محنت درکار نہیں ہوتی۔ گو یہ کام اکیلا آدمی بھی کر سکتا ہے لیکن دو چار ہم نوا مل جائیں تو پھر کیا کہنے! نعرے بازی کے لئے کسی پڑھے لکھے اور سمجھدار انسان کی بھی ضرورت نہیں۔ مطلوبہ نعرہ کسی بچے کو سکھا کر اس سے بھی یہ کام لیا جا سکتا ہے۔

نعروں کے الفاظ ترتیب دینے میں یہ خاص خیال رکھا جاتا ہے کہ نعرہ کم الفاظ پر مشتمل ہو، پُرکشش ہو، مطلوبہ مقصد کو تیر کی طرح عوام کے دل میں اتار دے۔ لوگ نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی طرف کھنچے چلے آئیں۔

نعروں کے مضمرات:

نعروں پر مشتمل الفاظ گو مقصدِ تشہیر ہی کے ترجمان ہوتے ہیں لیکن ان کا نفسیاتی تجزیہ کیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ بظاہر یہ معصوم سا اندازِ تشہیر اپنے اندر کئی مضر اثرات رکھتا ہے۔ جو نعرہ کہنے یا سننے والے سے زیادہ، نعرہ بازی کروانے والی انجمن، ادارے یا شخصیت پر مرتب ہوتے ہیں۔

خودستائی:

ان میں سرفہرست خودستائی کا مرض ہے۔ کسی شخص کا اپنی ذات کے حق میں یا اپنی جماعت یا ادارے کے حق میں نعرے لگوانا اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ شخص خودستائی کے مرض میں مبتلا ہے۔ ایسا شخص دوسروں کی زبان سے نعرے لگوا کر کرائے کی تعریف اور مانگے تانگے کی عزت حاصل کر کے نفسیاتی تسکین حاصل کرتا ہے۔

خودستائی وہ مہلک مرض ہے جس کا ارتکاب شیطان نے کیا۔ فرشتوں کی بھری مجلس میں اس نے اللہ کے سامنے، اللہ کے حکم سے انکار کر کے اپنی تعریف کرتے ہوئے کہا (أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ) میں اس (آدم) سے بہتر ہوں۔

نعرے لگوا کر تعریف اور تشہیر کرانے والا زبردستی اپنی تعریف کو لاتعلق اور انجان لوگوں کے دماغ میں سماعت کے ذریعے ڈالنا چاہتا ہے۔ خودستائی، تکبر اور غرور دراصل جڑواں مرض ہیں۔ جہاں ان میں سے کوئی ایک جڑ پکڑتا ہے، دوسرے دونوں مرض وہاں خود بخود پیدا ہو جاتے ہیں۔

شرکیہ نعرے:

بعض نعرے کسی پسندیدہ شخصیت کا دینی مقام اپنے گمان کے مطابق متعین کر کے مرتب کیے جاتے ہیں تاکہ سننے والے بھی نعرے لگانے والے کے ہم خیال بن جائیں یا مخالف نقطہ نظر رکھنے والے سن کر طیش میں آ جائیں۔

مثلاً ماہِ محرم میں شیعہ حضرات کا صحابہ کرام پر تبرا کرنا اور یا حسین کہہ کر ماتم کرنا، بریلوی حضرات کا یا غوث الاعظم وغیرہ کا نعرہ لگانا یا نبی اکرم ﷺ کو یا

سیدی رسول اللہ کہہ کر نعرہ لگانا، ان نعروں سے نعرے لگانے یا نعرے لگوانے والے کے مسلک کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

یہ نعرے دعائیہ بھی ہوتے ہیں اور ندائیہ بھی، ان کی تہہ میں جھانک کر دیکھیں تو پتا چلتا ہے کہ یہ نعرے لگانے والے حضرات اپنا ایک مخصوص نقطۂ نظر رکھتے ہیں۔ ان کے خیال میں جس طرح اللہ کو ہر جگہ، ہر وقت، ہر حال میں، مدد کے لئے، دعا کے لئے، فریاد کے لئے پکارا جاتا ہے۔ اسی طرح ان نیک اور محترم شخصیات کو پکارا جاسکتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ سمیع وبصیر، مجیب وقریب ہے۔ اسی طرح یہ شخصیات بھی ہر جگہ پہنچ سکتی ہیں، قریب ہیں، سنتی ہیں، دیکھتی ہیں، مدد کے لئے آ سکتی ہیں۔ حالانکہ رب کریم وحدہٗ لاشریک ہے اور لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اسی حقیقت کا اعتراف واقرار ہے۔ اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے:

لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (القصص: ۸۸)

”اور اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارنا اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔“

اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ (البقرہ، ۱۸۶)

”میں اس کی دعا قبول کرتا ہوں جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو ان کو چاہیے کہ مجھے ہی پکاریں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ نیک راستہ پائیں۔“

جہاں تک شخصیات کے بذاتِ خود صالح اور متقی ہونے کا تعلق ہے، اس سے انکار نہیں لیکن عمر بھر انہوں نے وہی تبلیغ کی، وہی تلقین کی جو اللہ نے خود اپنی

بے مثال ذات کے بارے میں تعلیم دی۔ ان شخصیات نے ہرگز یہ نہیں کہا کہ اللہ کو چھوڑ کر ہمیں پکارو۔ ہمارے نام کے نعرے لگاؤ۔ ہمیں مسجدوں، چوراہوں اور بازاروں میں مشتہر کرو۔

جس صالح ومتقی شخص کے نام کا نعرہ لگایا جا رہا ہے۔ یوں گلے پھاڑ پھاڑ کر، اونچی آواز سے، یا آوازیں باہم ملا کر نام لینا یا اس کے نعرے لگانا درحقیقت اس شخص کی توہین ہے کیوں کہ کسی شخصیت کے ادب واحترام کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اگر اس کا نام غائبانہ لیا جائے تو احترام کے ساتھ اور اگر سامنے نام لینا ہو تو نام کی بجائے لقب، کنیت یا رشتے کی مناسبت سے مخاطب کیا جائے، علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے ؎

خموش اے دل! بھری محفل میں چلانا نہیں اچھا
ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

یہی نعرے جب سیاست کی غلام گردش میں وارد ہوئے تو "یا اللہ یا رسول، بے نظیر بے قصور" کی صورت ڈھل گئے، گویا کہنے والے کا مقصد یہ ہے کہ "اے اللہ، اے رسول ہم آپ سے فریاد کرتے ہیں کہ بے نظیر بے قصور ہے اس پر الزامات بے بنیاد ہیں۔"

اگر یہ عقیدہ ہے کہ مردہ شخصیت فوت ہونے کے باوجود زندہ آدمی کی طرح اپنے حاشیہ نشینوں کی راہنمائی کر رہی ہے یا نگرانی کر رہی ہے تو اسی کا نام شرک ہے۔ جس کے بارے میں فرمان رب العالمین ہے:

''إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰى إِثْمًا عَظِيْمًا'' (النساء۴۸)

''بے شک اللہ اس بات کو معاف نہیں کرے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا جس کو چاہے بخش دے گا۔ اور جس نے اللہ کا شریک بنایا تو وہ اللہ پر بہتان باندھ کر بڑے جرم کا مرتکب ہوا۔''

اگر مراد یہ ہے کہ موصوف شخصیت کی تعلیمات زندہ ہیں تو یہ حق صرف اللہ تعالیٰ کے احکامات اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو حاصل ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا۔ ''بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آیَةً'' ''خواہ میری ایک بات تمہارے علم میں ہو اسے دوسروں تک پہنچاؤ۔'' (بخاری: ۳۴۶۱، ترمذی: ۲۶۶۹)

بلند مرتبہ شخصیات کے حق میں نعرے:

کسی شخصیت کے اخلاق، کارنامے یا بلند مرتبت کی وجہ سے اس کے حق میں نعرے لگانا اس لیے بھی درست نہیں کہ ان کی یہ صفات اس لیے نہیں تھیں کہ انہیں نعرے لگا کر مشتہر کیا جائے، نہ ہی نعرے لگانے سے ان کے مرتبے یا کارناموں میں اب کوئی اضافہ ہوگا اکابرین کی تعلیمات کو یا ان کے اخلاق و مرتبہ کو عام کرنے کا یہ طریقہ قرآن و سنت میں ہرگز نہیں ملتا۔

اگر زندہ شخصیت کو زندہ باد کہا جا رہا ہے تو یہ ایک دعا ہے کیا رسول اللہ ﷺ سے دعا کے بارے میں یہ قول یا عمل ملتا ہے کہ آپؐ نے بآواز بلند کسی شخص کے لئے بار بار چیخ کر گلیوں، سڑکوں اور بازاروں میں یہ کہا ہو کہ ''فلاں تم جیتے رہو،

فلاں زندہ باد'' وغیرہ۔ یہ بھی فضول ہے محدثین اس بات پر ناراض ہوتے کہ اس معاملے سے تو فراغت پالی گئی ہے یعنی زندگی کے دن تو معین ہیں پھر دعا چہ معنٰی دارد۔

اگر نعرہ کسی پسندیدہ شخصیت سے وابستگی پر مبنی ہے تو کسی کا کسی سے ذاتی تعلق، محبت اور دوستی رکھنا درست ہے مگر اسلام اس کی قطعاً اجازت نہیں دیتا کہ اس تعلق، محبت یا دوستی کو شور مچا مچا کر۔ نعرے لگا لگا کر زبردستی لوگوں کو سنایا جائے۔ انسان تو انسان، اللہ تعالیٰ سے بھی اپنے تعلق، وابستگی اور محبت کے جذبات کو دوسروں کو بتا بتا کر، جتا جتا کر یا سنا سنا کر، ظاہر کرنا، ناپسندیدہ عمل ہے۔

بے جا تعریف کی ممانعت:

اگر کسی شخص نے واقعتاً کچھ اچھے کارنامے انجام دیئے ہیں اور ان کے حوالے سے نعرہ بازی کی جاتی ہے تو ایسا کرنا بے جا تعریف کہلاتا ہے۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کسی شخص نے دوسرے کی تعریف کی جو مبالغہ پر مبنی تھی۔ آپؐ نے فرمایا ''تم نے اپنے اس بھائی کی گردن توڑ دی۔'' تین بار یہی فرمایا۔ ''اگر تعریف کرنا ضروری ہی ہو تو یوں کہو، میری رائے فلاں کے بارے یہ ہے اور اصل حقیقت اللہ ہی جانتا ہے۔ اور اللہ پر کسی کی پاکیزگی کا حکم نہ لگائے یعنی یوں نہ کہے کہ وہ یقیناً عند اللہ بھی پاک ہے (کیونکہ یہ اللہ پر حکم لگانا ہے جو کسی بندے کا حق نہیں) (بخاری: ۶۰۶۱، مسلم ۳۰۰۰، ابوداؤد: ۴۸۰۵)

عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے ایک آدمی نے ان کی تعریف کی تو مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے اس شخص کے منہ پر مٹی پھینک دی اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تمہارا سامنا بہت تعریف کرنے والوں اور خوشامد کرنے والوں سے ہو تو ان کے چہروں پر مٹی ڈال دو۔ (ابوداؤد: ۴۸۰۴، مسلم: ۳۰۰۲)

یاد رہے کہ کسی کی حوصلہ افزائی کرنے کے لئے سچی تعریف کرنا درست ہے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کی تعریف فرمائی ہے لیکن یہ بھی نعروں کی صورت میں نہیں بلکہ صرف بعض افراد کے سامنے، معمول کے مطابق زبان سے ہے۔

اس کے برعکس یہاں شخصیات اپنے حق میں خود نعروں کے الفاظ منتخب کرتی ہیں، پاس کرتی ہیں، اور اپنے لئے لگواتی ہیں، پھر ہاتھ ہلا ہلا کر نعرے لگانے والوں کی حوصلہ افزائی کرتی ہیں۔ نیز اپنی عوامی مقبولیت کا اندازہ بڑے پر زور نعروں اور بڑے بڑے جلوسوں سے کرتی ہیں۔ اگر ایسا کرنا معقول طریقہ ہوتا تو خود رسول اللہ ﷺ کے کارناموں پر نعرے لگائے جاتے لیکن آپ کی انکساری اور غیر امتیازی حیثیت کا عالم یہ تھا کہ جب آپؐ نے ہجرت کی اور قبا پہنچے تو لوگ غلط فہمی سے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ ﷺ سمجھتے رہے۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر سے آپؐ کے سر مبارک پر سایہ کر دیا تا کہ آپ دھوپ سے بھی بچ جائیں اور لوگوں کی غلط فہمی بھی جاتی رہے۔ (صحیح بخاری: ۵۵۵۸)

جھوٹی گواہی:

اگر کسی زندہ شخصیت یا جماعت میں یہ اوصاف ہیں ہی نہیں جو نعرہ بازی کے الفاظ سے ظاہر ہوتے ہیں تو یہ کسی کے حق میں جھوٹی گواہی ہے۔ جس کے بارے میں لوگوں کو سنا سنا کر باور کرایا جا رہا ہے کہ سننے والو گواہ رہو! فلاں صاحب یا فلاں جماعت، فلاں فلاں خوبیوں کے مالک ہیں، آؤ تم بھی اس گواہی میں میرا ساتھ دو۔ جب کہ اللہ تعالیٰ عباد الرحمان کی صفات بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَإِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا (الفرقان ۷۲)

”اور وہ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب انہیں بے ہودہ چیزوں کے پاس سے گزرنے کا اتفاق ہو تو بزرگانہ انداز سے گزرتے ہیں۔“

یاد رہے کہ کسی کے کردار و صفات کی گواہی عام زندگی میں بھی بلا ضرورت نہیں دی جاتی بلکہ جب واقعی ضرورت پڑ جائے مثلاً کسی کا موصوف کے ساتھ کوئی معاملہ کرنا یا عدالتی ضرورت پیش آ جانا وغیرہ۔

ریا:

کسی شخصیت، جماعت یا ادارے کا خود اپنی تعریف میں نعرے لگوانا ”اپنے منہ میاں مٹھو“ بننے والی بات ہے۔ پھر یہ ریا میں بھی شامل ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

”جو شخص کوئی عمل سنانے اور شہرت حاصل کرنے کے لئے کرے گا، اللہ اس

کو شہرت دے گا اور جو دکھاوے کے لئے نیک عمل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو خوب دکھائے گا۔" (بروایت جندبؓ، بخاری و مسلم)

مخالفین کی مذمت میں نعرے لگانا:

بعض نعرے مخالفین کی مذمت، ان پر طنز و تشنیع اور ان کے لئے بد دعا کے غماز ہوتے ہیں۔ مثلاً فلاں مردہ باد، فلاں ہائے ہائے۔ ایسے نعرہ لگانا بھی اسلامی طرز عمل سے کوسوں دور ہے۔

اگر مخالف جماعت یا شخص مسلمان ہے جس کے خلاف نعرہ بازی کی جارہی ہے تو اس پر طنز و تشنیع کرنا یا اسے بد دعا دینا کسی بھی صورت درست نہیں۔ فرمان الٰہی ہے:

يَـٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّن قَوْمٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُونُوا۟ خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّن نِّسَآءٍ عَسَىٰٓ أَن يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوٓا۟ أَنفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا۟ بِٱلْأَلْقَـٰبِ بِئْسَ ٱلِٱسْمُ ٱلْفُسُوقُ بَعْدَ ٱلْإِيمَـٰنِ وَمَن لَّمْ يَتُبْ فَأُو۟لَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّـٰلِمُونَ (الحجرات ۱۱)

"مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں) ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں۔ اور اپنے (مومن) بھائی پر عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا برا نام رکھو۔ ایمان لانے کے بعد برا نام (رکھنا) گناہ ہے اور جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں۔"

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

’’ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے لہٰذا اس پر ظلم نہ کرے، نہ اسے بغیر مدد کے چھوڑے، نہ اس کو حقیر جانے، نہ اس کو رسوا کرے۔ پھر سینہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، ’’تقویٰ یہاں ہے۔ تقویٰ یہاں ہے، تقویٰ یہاں ہے۔‘‘ (مسلم، کتاب البر والصلہ والآداب)

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

’’مسلمان کو گالی دینا فسق اور اسے قتل کرنا کفر ہے۔‘‘ (بخاری، مسلم، کتاب الایمان)

غور کیجئے کسی مسلمان کے خلاف نعرے بازی میں، اس کی تحقیر کرنا، رسوائی کرنا، اس کی عیب جوئی کرنا، اس کا تمسخر اڑانا، اس کا نام بگاڑنا، اسے تحقیر آمیز نام دینا اور اسے بددعا دینا گالی میں شامل ہے یا نہیں؟

کافروں کے خلاف نعرے:

بعض نعرے کسی غیر مسلم شخص، ملک یا گروہ کی مخالفت پر مشتمل ہوتے ہیں۔ غیر مسلموں نے جو ظلم و زیادتی کی ہے اس کی مذمت کرنا بجا لیکن زبان کے بہرحال کچھ اپنے تقاضے ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

’’لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّو اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ‘‘۔

’’اے مومنو! یہ لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں ان کو گالی نہ دو، ایسا نہ ہو کہ یہ (شرک سے آگے بڑھ کر جہالت کی بناء پر) اللہ کو گالیاں دینے لگیں۔‘‘

یعنی دشمن تو دشمن! دشمن کے معبود کے لئے بھی لہجہ اور زبان میں بے جا زیادتی درست نہیں۔ البتہ عملی طور پر، فکری طور پر، عسکری طور پر، دشمن کے مقابلے کے لئے ہر وقت چوکنا رہنا چاہئے لیکن یہاں تو صورت یہ ہے کہ جس امریکہ یا انڈیا کے خلاف نعرے بازی کی جاتی ہے انہی کی رسوم، انہی کے کھیل، انہی کے لباس، انہی کے کھانے کے انداز، انہی کی سیاست، انہی کے انداز جلوس اور انہی کا اندازِ نعرہ بازی اپنایا جاتا ہے۔

خود رسول اللہ ﷺ کے مخالفین میں مشرک، اہل قریش، یہود و نصاریٰ اور دیگر کافر لوگ شامل تھے۔ جنہوں نے آپ ﷺ کو ہر قسم کی ذہنی و جسمانی اور اخلاقی اذیتیں پہنچانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔ اس کے باوجود آپؐ نے مخالفانہ پروپیگنڈا یا نعرہ بازی سے اپنا دامن مکمل طور پر بچائے رکھا۔ منافقین جو بظاہر مسلمان تھے لیکن درپردہ اسلام کے خلاف ہر سازش کے سرغنہ تھے۔ آپؐ نے ان کے خلاف بھی سرِ عام ایک حرف تک نہیں کہا، نہ بددعا کی، نہ مردہ باد کہا، نہ طعن و تشنیع کی البتہ جب دشمن نے مسلح حملے کا ارادہ کیا تو آپ ﷺ دفاع کی غرض سے جہاد کے لئے ضرور نکلے لیکن ایسے میں بھی نعرے جیسے اندازِ تحقیر اور اندازِ عداوت سے دور رہے۔

آج جو لوگ یا جماعتیں اپنے ہی مسلمان گروہ یا شخص کو منافق، چور، لٹیرے اور مکار کہتے ہیں ان کے لئے یہ سوچنے کی بات ہے کہ سامنے والا منافق ہی سہی، چور ہی سہی، لیکن ایسے میں بھی جو طرزِ عمل رسول اللہ ﷺ نے منافقین کے لئے

اپنایا، اس میں انہیں سر عام برا بھلا کہنا انہیں برے نام دینا یا ان کے خلاف نعرے لگانا ہرگز نہیں ملتا۔

مقاصد کی تشہیر پر مشتمل نعرے:

نعروں کی ایک قسم یہ ہے کہ اپنی انجمن یا جماعت کے مقاصد پر مبنی مثبت نعرے لگائے جائیں جیسے ”پاکستان کا مطلب کیا، لا الہ الا اللہ“ ایسے نعروں میں نہ شرک کی آمیزش ہے نہ کوئی غیر اسلامی فکر کارفرما۔ لیکن یہ طے شدہ بات ہے کہ انبیائے کرام، صحابہ عظام، اور تابعین نے اپنے مثبت نظریات یا مقاصد کی تبلیغ و تشہیر کے لئے کبھی نعرہ بازی سے کام نہیں لیا۔ رسول اللہ ﷺ ایک ایک شخص کے پاس جا کر دعوت توحید پہنچاتے رہے۔ اجتماعات میں بھی پیغام توحید سنایا لیکن نرم نرم آواز، پُر حکمت طریق اور حسنِ اخلاق سے۔

اسلام تبلیغ کو فرض قرار دیتا ہے۔ لیکن موقع و محل دیکھ کر، حکمت کے ساتھ لوگوں تک چیخ چیخ کر بات پہنچانا، ان سے زبردستی منوانے کے مترادف ہے۔ تبلیغ کا یہ انداز ناپسندیدہ اور غیر موزوں ہے۔ حکم تو یہ ہے:۔

”اُدْعُ إِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ أَحْسَنُ“ (النحل: ۱۲۵)

”دعوت دیجئے اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور مباحثہ کیجئے تو ایسے طریقے پر جو انتہائی بھلا ہو۔“

بلند آوازی اور شور:

اسلام نے جو آداب گفتگو بتائے ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ آواز دھیمی رکھی جائے، حکم ہے:۔

''وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ''(لقمان ۱۹)

''اور اپنی چال میانہ رکھ اور آواز نیچی رکھنا (کیونکہ اونچی آواز گدھوں کی سی ہے) اور گدھوں کی آواز سب سے بری ہے۔''

نعرے لگانے سے شور ہوتا ہے۔ جس سے سننے والوں کے کان، دماغ اور دل پر طبی لحاظ سے برا اثر پڑتا ہے۔

مریض حضرات خصوصًا بلند آواز اور شور میں مزید گھبرا جاتے ہیں۔ بعض مریض سکون سے لیٹنا یا سونا چاہتے ہیں لیکن جس گلی، سڑک یا محلے میں نعرے بلند کیے جا رہے ہیں وہاں تو کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی۔

بعض طالب علموں نے سکون سے مطالعہ کرنا ہوتا ہے لیکن نعروں کی وجہ سے ان کے مطالعے میں خلل آ جاتا ہے اور وہ یک سوئی سے نہیں پڑھ سکتے۔

نعرہ بازی اگر کسی جلوس کا حصہ ہو تو شور مزید بلند ہو جاتا ہے، رستے بند ہو جاتے ہیں، کسی کو سکول یا دفتر سے دیر ہو، کسی نے بیمار کو دوا پہنچانا ہو، کچھ بھی ہو، عوام کے معمولات میں عوام کے ہی ہمدرد وہ خلل ڈالتے ہیں کہ الامان، الحفیظ

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

''مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ محفوظ رہیں۔'' (مسلم، کتاب الایمان: ۱۷)

غور کیجیے مخالفانہ نعرہ بازی ہمیں دوسروں کو سلامتی کا مژدہ دیتی ہے یا انہیں اپنی طنز و تشنیع، نام کے بگاڑ، گالی گلوچ اور مردہ باد کہہ کر انہیں زک پہنچاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا انداز:

احادیث سے یہ پتا چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی بلند جگہ پر چڑھتے تو اللہ اکبر کہتے۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں تھے۔ ہم کسی بلند مقام پر چڑھتے تو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر کہتے، جس سے ہماری آوازیں بلند ہو جاتیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! اپنے نفسوں پر نرمی کرو، تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے، وہ ذات تو تمہارے ساتھ ہے، وہ سننے والا اور قریب ہے۔ (بخاری، مسلم، ریاض الصالحین، ص: ۹۸)

یاد رہے کہ [illegible] پر چڑھتے وقت اللہ اکبر کہنا نعرہ نہیں بلکہ دیگر مواقع پر دعا اور ذکر کی طرح بلندی پر چڑھنے کا ذکر ہے۔ انسان کی عادت ہے کہ وہ بلندی پر چڑھ کر اپنے آپ کو دوسروں سے برتر تصور کرنے لگتا ہے۔ اس بیماری سے بچاؤ کا یہی علاج ہے کہ دل اس کبیر و عظیم کی کبریائی کا اعتراف کرے جسے ہر رفعت، عظمت اور کبریائی زیبا ہے۔

احادیث کا مطالعہ کریں تو پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ، صحابہ کرامؓ اور

تابعین نے کبھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کو بھی نعرہ کے طور پر رواج نہیں دیا۔ البتہ بعض مواقع پر بے ساختہ بلند آواز سے تکبیر ان کے ہونٹوں سے نکل جاتی تھی۔ وہ بھی بار بار نہیں صرف ایک بار۔ چیخ چلا کر نہیں صرف قریب بیٹھے ہوئے لوگوں تک پہنچنے والی آواز سے، چنانچہ:

ایک بار رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ ”اہل جنت میں چوتھائی لوگ تم میں سے ہوں گے۔ صحابہ کرامؓ کہتے ہیں یہ سن کر خوشی سے ہم نے تکبیر کہی۔ پھر فرمایا۔ ”کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ جنت میں تہائی لوگ تم ہی ہوں گے۔“ یہ سن کر پھر ہم نے تکبیر کہی۔ پھر فرمایا: ”مجھے امید ہے کہ جنت میں آدھے لوگ تم ہی میں سے ہوں گے۔“ (کتاب الایمان صحیح مسلم)

صحابہ کا یوں تکبیر کہنا نعرے کی صورت میں نہیں تھا۔ بلکہ خوشی کا بے ساختہ اظہار تھا۔ اور اللہ کے اس فرمان کے مطابق تھا۔

”وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا“ (بنی اسرائیل:۱۱۱)

”اور کہو سب تعریف اللہ ہی کی ہے جس نے نہ تو کسی کو بیٹا بنایا ہے، نہ اس کی بادشاہی میں کوئی شریک ہے اور نہ اس وجہ سے کہ وہ عاجز و ناتواں ہے کوئی اس کا مددگار ہے اور اس کو بڑا جان کر اس کی بڑائی کرتے رہو۔“

صحابہ کا یہ عمل بتاتا ہے کہ جب رب کریم کی کسی خاص نعمت کا حصول ہو تو خوشی کے اس موقع پر اس رب اکبر کی تکبیر بیان کرنا چاہیئے جو ہر رفعت، کبریائی،

عزت اور نعمت کا مالک ہے۔ اسی لئے تو فرمایا:۔

''وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ'' (العنکبوت: ۴۵) ''اور اللہ کا ذکر ہی بڑا ہے۔''

رمضان المبارک میں روزے رکھنے کی سعادت حاصل ہونے اور ذوالحجہ میں حج و قربانی سے شرف یاب ہونے کی خوشی میں عید منائی جاتی ہے۔ عیدین کے اس موقع پر رسول رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے باآواز بلند تکبیرات کہنے کی خاص ہدایت فرمائی تاکہ اللہ رفیع الاعلیٰ کا نام بلند ہو۔

مقام افسوس تو یہ ہے کہ ہماری قوم خود ساختہ لیڈروں کی شان میں نعرے بلند کرنے کی تو دلدادہ ہے لیکن مالک حقیقی کے لئے تکبیرات کہنے میں انتہائی بخل سے کام لیتی ہے۔ مساجد جن میں یارسول اللہؐ، یا علیؓ، یا غوثؒ الاعظمؒ کے نعرے بلند کئے جاتے ہیں۔ وہ عیدین کے موقع پر بھی اللہ رب الاعلیٰ کی تکبیرات سننے سے محروم رہتی ہیں۔

گو تکبیرات بلند آواز سے کہنے کی تاکید ہے لیکن یہ عبادت ہے نعرہ نہیں۔ اس لئے ان میں عبادت کی تمام شرائط کو صحابہ کرامؓ مدنظر رکھتے تھے۔ خشوع، خضوع، وقار، اخلاص نیت، پھر بلند آواز سے تکبیرات کہنے کا حکم ہر دن اور ہر مہینے میں نہیں بلکہ ایام تشریق اور عیدین سے متعلق ہے گویا یہ عبادت موقتہ ہے۔

مسلمانوں کا ایک بلند آواز پر مشتمل ذکر احرام کی حالت میں تلبیہ کہنا ہے۔ اس کے لئے وقت (حج کے ایام) خاص حالت (احرام) اور عبادت (حج یا عمرہ) کا ہونا ضروری ہے لہٰذا اس سے نعرہ بازی کا دور تک کا کوئی تعلق نہیں۔

دورانِ صلوٰۃ امام کے سورہ فاتحہ کی تلاوت کرنے کے بعد اجتماعی بلند آواز سے آمین کہنے کی تاکید بھی ہے، تحسین بھی اور اجر و ثواب کی بشارت بھی، لیکن یہ بھی عبادت (صلوٰۃ) کے وقت (بعد تلاوت فاتحہ) میں مقید ہے لہٰذا یہ نعرہ نہیں، عبادت ہے۔

میدانِ جنگ میں جب دشمن سے مقابلہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ حملہ کرتے وقت بعض اوقات اللہ اکبر با آواز بلند کہتے، چنانچہ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ خیبر کی طرف نکلے تو فرمایا:

”اللہ اکبر! خیبر برباد ہو گیا، ہم جب کسی قوم کے آنگن میں اترتے ہیں تو برا حال ہوتا ہے ڈرائے ہوؤں کا۔“ (کتاب النکاح صحیح مسلم)

ہمارے یہاں آج کل دشمن سے مقابلہ ہو یا کھیل میں حریف کھلاڑی کا سامنا۔ ”اللہ اکبر“ کہنے کی بجائے اکثر لوگ ”یا علی“ کہتے ہیں۔ جس سے مراد یہ ہے کہ اے علی بہادر ہماری مدد کیجئے، یہ نعرہ ایک مخصوص گروہ کی نمائندگی کرتا ہے۔ حیرت تو یہ ہے کہ پاکستانی افواج کا بھی یہی نعرہ ”شعار“ ہے۔ چونکہ اہم مقابلوں کے وقت یا علیؓ ہی کہا جاتا ہے اور اسے ریڈیو، ٹی وی پر نشر بھی کیا جاتا ہے، اس لئے بچے بچے کی زبان پر یہ نعرہ جاری ہو چکا ہے۔

جہاں تک مدد دینے کا تعلق ہے تو وہ اللہ کے سوا کوئی نہیں دے سکتا۔ ارشاد ہے:

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ. (آل عمران:١٢٦)

''ورنہ مدد تو صرف اللہ ہی کی ہے جو غالب حکمت والا ہے۔''

خود علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دشمن پر حملہ کے وقت اللہ ہی سے مدد طلب کیا کرتے تھے۔ اور انہوں نے کبھی حاشا وکلا یہ نہیں کہا کہ مدد اور برکت مجھ سے طلب کرو۔

غزوۂ احد میں ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ نے بلند آواز سے کہا (جو اس وقت کافر تھے) اعلیٰ ھبل (اے ھبل تو اونچا رہ) صحابہؓ نے رسول اللہ ﷺ کے حکم سے بلند آواز سے جواب دیا۔ ''اللّٰہ اعلیٰ و اجل'' (اللہ بلند اور بزرگ ہے) پھر ابوسفیانؓ نے کہا۔ لَنَا الْعُزّٰی وَلَا عُزّٰی لَکُمْ۔ (ہمارے پاس عزیٰ دیوی ہے اور تمہارے پاس نہیں)۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا۔ ''اَللّٰہُ مَوْلٰنَا وَلَا مَوْلٰی لَکُمْ'' اللہ ہمارا مولا ہے اور تمہارا کوئی مولا نہیں، (بخاری)

گویا اس میں بھی صرف جواب پر اکتفا کیا گیا اور مستقل نعرہ وضع نہیں کیا گیا۔ اس سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ اگر مخالف غیر مسلم ہے تو اس کا جواب بلند آواز میں دیا جا سکتا ہے۔

حکومت پر اپنے موقف کی وضاحت کا طریقہ:

یہ تو واضح ہوگیا کہ نعرہ بازی کا تعلق اسلامی تہذیب و سیاست سے ہرگز نہیں۔ یہ انگریز کی سیاست جمہوریت کا شیوہ ہے۔ جمہوریت میں اپوزیشن بھی طعنوں اور گالیوں سے بھرے ہوئے نعرے حکومت کے خلاف وضع کرتی ہے۔ پھر اسے احتساب کا نام دیا جاتا ہے۔ اسلام احتساب کا پرزور حامی ہے لیکن نفس کا

محاسبہ اپنے اقرباء کا محاسبہ اور حکومت کا محاسبہ سب پر محیط ہے۔ اور نفس کا محاسبہ کرنے والا مسلمان کسی مسلمان کی عیب جوئی، نام بگاڑنے، تمسخر کرنے، طعنہ دینے، گالی دینے کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔

آخر میں یقیناً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ حکومت یا عوام پر اپنا موقف کیسے واضح کیا جائے؟ اس کی بہترین صورت خطوط، انفرادی ملاقاتیں، پوسٹر، ہینڈ بل، چاکنگ اور پریس کانفرنس وغیرہ ہیں۔ بشرطیکہ ان میں بہتان، گالی، استہزاء اور نام بگاڑنے جیسی برائیوں سے اجتناب کیا جائے۔

یہی طریقہ اپنی جماعت، ادارے یا انجمن کے مقاصد سے عوام کو آگاہ کرنے کے لیے ہونا چاہیے۔ دورِ حاضر میں یہ تمام ذریعے بڑی خوبی سے مقصدِ تشہیر پورا کررہے ہیں۔

شاید کہا جائے کہ دور حاضر میں اپنی بات پہنچانے یا منوانے کا یہ ایک ذریعہ ہے، دیگر ہزاروں کام ایسے ہیں جو قرونِ اولیٰ میں نہیں تھے لیکن اب کیے جاتے ہیں، اس لئے نعرہ بازی قابلِ اعتراض کیوں کر؟

جواب یہ ہے کہ بے شک قرونِ اولیٰ کے بعد منظرِ عام پر آنے والے وہ تمام دنیاوی وسائل، ایجادات اور طریقے جن کی کسی نصِ صریح سے مخالفت نہیں ملتی، سب درست ہیں لیکن نعرہ بازی میں کتنی ممنوعات ہیں جن کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے۔ یہ فقہِ اسلامی کا متفقہ اصول ہے جس کو سد الذرائع کہتے ہیں کہ جو کام ممنوعات کے ارتکاب تک لے جائیں وہ کام بھی ممنوع ہیں۔ ممنوعات کا ارتکاب نہ بھی ہو تو

ایک سنجیدہ، متین اور پر وقار مسلمان کو نعرہ بازی زیب نہیں دیتی۔ اسے تو یہ حکم ہے:

إِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا (الفرقان: ۷۲)

"جب (مومن) کسی لغو کام پر سے گزرتے ہیں تو شریفانہ طریقے سے (پہلو بچا کر) گزر جاتے ہیں۔"

جب کہ اس لغو کے متبادل سنجیدہ، پر وقار اور مہذب ذرائع موجود ہیں۔

اعلان اور نعرے میں فرق:

اعلان بھی بلند آواز ہی سے کیا جاتا ہے لیکن نعرے اور اعلان میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ اعلان ایک ضرورت کے تحت ہوتا ہے۔ اعلان کا مطلب ہی بلند آواز سے آگاہ کرنا ہے۔ بشرطیکہ یہ صرف اعلان تک محدود ہو، کسی دوسرے کو ہدفِ تنقید یا صاحبِ تعریف نہ گنوایا جائے۔ مثلاً ایک جماعت کا جلسہ یا اجتماع ہے وہ اعلان کرتے ہیں کہ فلاں جگہ، فلاں وقت، فلاں جماعت کا جلسہ یا اجتماع ہے، فلاں صاحب خطاب کریں گے، احباب سے شرکت کی اپیل ہے وغیرہ......

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ چوروں، لٹیروں اور غاصبوں کو بے نقاب کرنے کے لیے ...... غدّارانِ وطن سے پیچھا چھڑانے کے لیے عوام سڑکوں پر نکل آئیں، فلاں صاحب قیادت کریں گے۔

یہ طریقہ اعلان نہیں، مخالف کو بدنام کرنے، اسے مشتعل کرنے، اور اس کے خلاف زہر اگلنے کا ایک انداز ہے۔ حکومت یا دیگر کسی ادارے کی غلطیوں کی نشان دہی تو متعلقہ جلسے یا اجتماع میں اسلامی آدابِ گفتگو کے اندر رہ کر بھی کی جا سکتی

ہے۔

آخری بات:

ہماری ہر حرکت، ہر فعل، ہر لفظ بڑی احتیاط اور صحت کے ساتھ محفوظ کیا جا رہا ہے۔ فرمان الٰہی ہے۔

”مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ“ (ق:١٨)

”آدمی کوئی لفظ نہیں بولتا لیکن ایک نگران اس پر حاضر رہتا ہے۔“

بعد ازاں یہ سب رب العزت کی عدالت عالیہ میں پیش کیا جائے گا۔ اگر وہ اسلامی معیار کے مطابق ہوا تو خیر! ورنہ چالان کر کے دوزخ کی حوالات کے سپرد کر دیا جائے گا۔

فکرِ آخرت اور احتسابِ نفس کے حامل مسلمانوں کو نعرہ بازی کے حوالے سے سوچنا اور خیر و شر کی میزان میں تولنا چاہیئے کہ ایک مسلمان کے لئے اس کی کہاں تک گنجائش ہے۔

ہماری مطبوعات

مدح مزمل (مجلد)
مضامین مسعود
مدینہ منورہ اسماء اور فضائل
شہادت گہ الفت میں
لواء الجہاد (مجلد)
وسیع الصفات اللہ (مجلد)
مخلوط تعلیم
لاشوں پر رقص (مجلد)
غیر مسلموں کی مصنوعات اور ہم
صحافت اور اس کی اخلاقی اقدار
حدود کی حکمت، نفاذ، قتل غیرت
علیم وخبیر کے نام خطوط
خطوط مسعود (اول)
خطوط مریم
میرا مطالعہ
گداگری
بدعت کیا ہے؟
زندہ کا مردہ کے لیے ہدیہ اور قرآن خوانی
پتنگ بازی موسمی تہوار یا؟
رجب کے کونڈے، شب معراج
شب برات
ویلنٹائن ڈے
اپریل فول
عید میلاد النبی
مبارک باد کے آداب
سالگرہ
آتش بازی اور لائٹنگ
استخارہ کیوں اور کیسے؟
ماہ ذوالحجہ کے فضائل
لفظ اللہ کا ترجمہ خدا کیوں؟
کافروں کے تہواروں پر ہمارا طرز عمل

رشتے کیوں نہیں ملتے
منگنی اور منگیتر
نکاح میں ولی کی حیثیت
لو میرج
بری اور بارات
شادی کی رسومات دعوتیں اور ان میں شرکت
مہر بیوی کا اولین حق
بہو اور داماد پر سسرال کے حقوق
عورت اور میکہ
ساس اور بہو
دیور اور بہنوئی
بیویوں میں عدل
بیویوں کے باہمی تعلقات
مسلمان مرد و عورت کا اہل کفر سے نکاح
عورت کا لباس
پردہ اور خاندان
غض بصر اور مرد حضرات
پردے کی اوٹ سے
عورتیں اور بازار
حج میں چہرے کا پردہ
صنف مخالف کی مشابہت
حفظ حیا گفتگو اور تحریر
حفظ حیا اور محرم رشتہ دار
حفظ حیا اور کنواری لڑکیاں
نسوانی بال اور ان کی آرائش
مخلوط معاشرہ
حفظ حیا اور ازدواجی زندگی
آواز کا فتنہ
بیوہ کی عدت
سوتیلی ماں اور اولاد
عورت میت کا غسل و تکفین
بچہ گود لینا

عورت اور گھر میں دعوت دین
مطلقہ خواتین اور ان کے مسائل
خطوط مسعود
محرم مرد اور ان کی ذمہ داریاں
بدنی طہارت کے مسائل
نیا چاند اور ہماری روایات
روزوں کے مسائل
فطرانہ
سحری افطاری اور افطاریاں
چاند رات
اعتکاف اور خواتین
مبارک باد کے آداب
عید کارڈ
حروف کے درمیان مقابلہ بیت بازی
پیارے نبیؐ کے ردیف صحابہ (ساتھ سوار ہونے والے)
رحمۃ للعالمین کی جانوروں پر شفقت
پورا تول
وہ چاول تھے
تاج پوشی
دو خط
اور شطونگڑا ہار گیا
اوں حوں
بچے اور کھیل
شہادتین (توحید و رسالت)
شاہی قبا
حدیث نبوی کے چند محافظ
ننھے حارث کا خواب
ننھی منی سوچیں
ننھی منی سوچیں
ممتا کے بول
شاخ گل
آہا نکلا چاند

مشربہ علم و حکمت
0321-4609092